رومن امپائر کو چیلنج کرنے والے مجاہدین کے حضور

(سفر نامہ اردن ...... چوتھی قسط)

حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ

(ہر گلِ را رنگ و بوئے دیگر است)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک سے ملحق مسجد میں ہم نے ظہر کی نماز ادا کی ہمارے کچھ ساتھیوں نے ظہر اور عصر اکٹھے باجماعت پڑھ لی میر کارواں نے کہا سفر میں جمع تقدیم جائز ہے میں نے کہا ہاں مگر شوافع کے ہاں، اور ہم تو ٹھہرے حنفی .... ہمارے ہاں جمع تاخیر وہ بھی جمع صوری ہے نہ کہ حقیقی .... نماز کے بعد کارواں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی طرف چلا جو مذکورہ بالا دونوں مقامات سے پیچھے کی طرف ہٹ کر ہے، ہم نے کہا یہ مقام الگ کیوں ہے میر کارواں نے کہا عبداللہ غزوہ مؤتہ میں شرکت کرتے وقت لشکر اسلام سے کچھ پیچھے رہ گئے تھے اگر چہ بعد میں ساتھ آ ملے شاید اس لئے مدفن بھی ذرا پیچھے ہے یہ بات اس نے عرب مزاج کے مطابق ذرا مزاحیہ انداز میں کہی ،عرب دنیا کے اسفار میں ہم نے یہ بات نوٹ کی ہے کہ وہ مزاح میں انبیاء وصالحین کو بھی شامل کر لیتے ہیں اور اس میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے جبکہ ہمیں ادب ایسی باتوں سے مانع ہوتا ہے بہر کیف............... ہم نے بات سن لی مگر تصدیق کے لئے دل میں داعیہ لئے واپس لوٹے، یہاں آ کر اپنی کتابیں دیکھیں تو معلوم ہوا کہ........... جس روز حضور علیہ السلام نے اس لشکر کو روانہ فرمایا یہ جمعہ کا روز تھا لشکر اسلام روانہ ہوگیا حضرت عبداللہ بن رواحہ رک گئے کہ نماز جمعہ حضور علیہ السلام کی معیت و امامت میں ادا کر لیں .... جناب رسالتمآب علیہ السلام نے انہیں مسجد میں دیکھا تو دریافت فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے یہ سوچا کہ نماز جمعہ آپ کی اقتداء میں ادا کرنے کی سعادت حاصل کرلوں اور پھر جلد ہی ان سے جاملوں گا یہ سن کر جناب رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا عبداللہ اگر تو زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر دے تو وہ درجہ نہیں پاسکتا جو انہوں نے صبح سویرے روانہ ہو کر پالیا (جمیع کتب السیرۃ النبویہ) حضرت عبداللہ بن رواحہ اس کے بعد فوراً روانہ ہوگئے اور جلد ہی لشکر اسلام سے جاملے .... یہ واقعہ درست مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مزار مبارک دیگر دو

قائدین لشکر سے پیچھے ہونے کا سبب وہ بات ہے جو میر کارواں نے کہی .... وہ محض مزاح تھا اور یہ حسن اتفاق یا تقاضائے وقت..................

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول ﷺ کی اس آخری گفتگو سے **ایک فقہی مسئلہ** معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جمعہ کی فضیلت واہمیت اپنی جگہ اور اقتدائے رسول ﷺ میں نمازِ جمعہ نور علی نور، مگر اتباع حکمِ رسول ﷺ ان سب پر مقدم............... گویا اجر اتباع رسول میں ہے وہ نماز جمعہ کا حکم فرمائیں تو نماز جمعہ میں اجر ہے اور وہ جمعہ کے روز سفر کا حکم دے دیں تو اجر ترکِ جمعہ اور سفر میں ہے .... کیونکہ اصل مقصود زندگی اتباعِ رسول ہے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلی نے کیا خوب فرمایا:......

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں　　اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے۔

قربان جایئے اصحابِ رسول کے کہ ان کی دلربا اداؤں اور اجتہادی خطاؤں نے بھی بڑے بڑے فقہی مسائل حل کردئے .... **لقد صدق الصادق المصدوق ﷺ فقال : ، من اجتهد واصاب فله اجران ومن اجتهد واخطاء فله اجر واحد**............... (حدیث شریف میں ہے کہ مجتہد جب اجتہاد کرتا ہے اور اجتہاد میں صحیح نتائج تک پہنچ جاتا ہے تو اسے دو اجر ملتے ہیں اور اگر غلطی کرتا ہے تو جب بھی اسے ایک اجر تو ملتا ہی ہے)

حضرت عبداللہ ابن رواحہ عرب کے مشہور شاعر وادیب امراء القیس کے خاندان کے چشم وچراغ تھے آپ کا نسب نامہ اصحاب سیر نے یوں بیان کیا ہے۔

عبداللہ بن رواحه بن ثعلبه بن امراء القيس بن عمرو بن امراء القيس الاكبر............... ان کے بارے میں یہ شہادت تاریخ کے اوراق پر ثبت ہے کہ **كان عظيم القدر فى الجاهلية والاسلام** .... آپ انصاری ہیں خزرج قبیلہ سے تعلق تھا۔

بیعت عقبہ ثانیہ (کبریٰ) میں شریک تھے رسول اللہ ﷺ نے بیعت کرتے ہوئے ہر ایک سے جنت کی بشارت پر بیعت کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیعت کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں **ياخذ علينا شرطه ويعطينا على ذلك الجنة**...............**(رواه احمد**

☆ عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃً مقبول ہوتی ہے نہ کہ قضاءً ☆

وبیھقی) .... حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک سامنے ہے اس حدیث کے یاد آتے ہی دو باتوں نے دیر تک گریہ میں مبتلا کیا جسے ہمسفروں سے چھپانے کی کوشش نے کھل کر اشکوں کے موتی بارگاہ صحابی میں نچھاور کرنے کی اجازت نہ دی ....اشکباری ایک تو ان صحابہ کی خوش بختی پر کہ جنہیں ایک ساتھ دو بڑی نعمتیں ملیں جنت اور بیعت، اور اس طرح سے کہ بیعت کے بدلے جنت جبکہ آج کل کچھ دانشور ایسے بھی پیدا ہو گئے ہیں جن کے خیال میں جنت پانے کے لئے عبادت کرنا یا نماز ادا کرنا غلط ہے اور اس کا کوئی اجر ہے نہ فائدہ.................. حیرت کی بات ہے حضور ﷺ تو بیعت کے بدلے میں جنت دے رہے ہوں اور ہم نماز کے بدلے جنت مانگیں تو غلط................انا للہ وانا الیہ راجعون ایسے دانشوروں کی دانشوری پر حیرت ہے.........................

دوسری بات جس پر طبیعت کافی دیر تک ....رہی وہ یہ کہ حضور جنت دے رہے تھے ؟ اور صحابہ بلا شک وریب حضور ﷺ سے جنت لے رہے تھے، اے کاش ہم اس دور میں حضور کی غلامی میں جئے ہوتے، حضرت جابر صحابی فرماتے ہیں **یعطینا علی ذلک الجنة**...... ہمیں اس پر حضور جنت عطا فرما رہے تھے ....سبحان اللہ..........اللہ کے رسول کے اختیار پر اور صحابہ کے حضور ﷺ پر ایمان پر وجد اور رشک آ گیا ....اس دوران کئی بار یہ ابلیسی آواز بھی کانوں سے ٹکرائی،.......... کیا یہ سچ ہے کہ حضور جنت دے رہے تھے ؟ ....کیا نبی علیہ السلام جنت دے سکتے ہیں؟............... یا صرف وعدہ جنت؟.................. یہ بحث بھی آج کل عام ہے کہ حضور ﷺ کیا دے سکتے ہیں کیا نہیں دے سکتے ؟ ایک فریق کا خیال ہے جو اپنے آپ کو مؤحد بدرجہ اول خیال کرتا ہے کہ نبی کسی کو کچھ نہیں دے سکتا............مگر اس صحابی کے قول کا کیا کیجئے جو آج کے تمام موحدین سے بڑھ کر موحد تھے، انہوں نے یہ نہیں کہا کہ حضور نے ہمیں یہ بتایا کہ اس کے بدلے اللہ تمہیں جنت دے گا...............حضور نے جنت کا وعدہ بھی نہیں فرمایا بلکہ صحابی کہتے ہیں **یعطینا علی ذلک الجنة**............................حضور ﷺ اسی وقت ہمیں جنت عطا (الاٹ) فرما رہے تھے۔

بیعت عقبہ ثانیہ جس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اسلام قبول کیا، اس بیعت کا ایک منظر یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کے لئے تم سے یہ شرط منوانا چاہتا ہوں کہ تم میرا

☆جلب مصلحت کی نسبت مفاسد کو دور کرنا زیادہ بہتر ہے☆

اس دشمن سے دفاع کرو گے جس سے تم اپنی مستورات اور اولاد کا اور جانوں کا دفاع کرتے ہو۔ اس موقع پر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے عرض کی یارسول اللہ اگر ہم یہ شرطیں پوری کردیں تو ہمیں کیا ملے گا ؟ **حضور نے فرمایا** .... **جنت** ....

پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا **ابایعک یا رسو ل اللہ علی ما بایع علیہ الاثنتا عشر من الحواریین عیسی بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام**، یارسول اللہ میں اس بات پر آپ سے بیعت کرتا ہوں جس پر بارہ حواریوں نے عیسی بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام سے بیعت کی تھی۔

تاریخ اسلام کا یہ صرف منفرد یا پہلا موقع نہیں کہ جس میں حضورﷺ نے جنت عطا کی ہو، بلکہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جس روز مشرف باسلام ہونے کے لئے حاضر بارگاہ نبوی ہوئے حضورﷺ نے اس وقت ان سے بھی یہی فرمایا تھا عثمان اللہ کی جنت قبول کر.......................جنت اللہ کی، پیش نبی کریمﷺ فرمارہے ہیں ....عشرہ مبشرہ کو جنت کی بشارت دیتے ہوئے یہ نہیں فرمایا ....اللہ نے انہیں جنت دے دی..................بلکہ یوں فرمایا ....ابوبکر فی الجنۃ، عمر فی الجنۃ، عثمان فی الجنۃ، علی فی الجنہ ....الخ

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کے سوال پر کہ **اسئلک مرافقتک فی الجنۃ** ....(میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں) کے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ اچھا میں اللہ سے تمہارا یہ سوال عرض کروں گا بلکہ فرمایا، یہ تو ہوگئی کچھ اور مانگ ....

اس موقع پر بیعت کرنے والوں میں سے ان کے بارہ نقیب مقرر فرمائے جن میں سے ایک آپ تھے حضورﷺ نے آپ کو بنو حارثہ کا نقیب مقرر فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ' اللہ اور اس کے رسولﷺ کی اطاعت میں بے حد حریص تھے۔ ایک موقع پر جبکہ رسول اللہﷺ مسجد میں خطبہ جمعہ کے دوران مسجد میں موجود لوگوں سے فرمارہے تھے ....اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاؤ ....حضرت عبداللہ بن رواحہ عین اسی وقت مسجد میں داخل ہورہے تھے قدم اندر رکھا ہی تھا کہ کان میں بیٹھ جاؤ کے الفاظ پڑے' چنانچہ مزید آگے بڑھے

بغیر وہیں دروازے ہی پر بیٹھ گئے' کسی نے یہ بات اللہ کے رسول ﷺ کے گوش گزار کی' تو فرمایا: خدا ورسول کی اطاعت میں خدا ان کی حرص اور زیادہ کرے..............

راقم کبھی کبھی سوچتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضور ﷺ کے کس قدر سچے مطیع اور فرماں بردار تھے مگر آج کا پڑھا لکھا مسلمان اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی بجا آوری سے زیادہ توجیہات وتاویلات کی جستجو میں ہے اور ہر حکم پر عمل سے زیادہ اس کی حجت وحجیت کی تلاش میں ہے۔

ان کے بارے میں حضور ﷺ فرماتے: خدا عبداللہ ابن رواحہ پر رحم کرے وہ انہی مجلسوں کو پسند کرتے ہیں جن پر فرشتے بھی فخر کرتے ہیں۔

جہاد کا شوق وافر تھا ہر غزوہ میں پیش پیش رہے۔ حضور کی تعریف میں نعتیہ اشعار کہنا معمول تھا۔ اشعار میں کفار کو عار دلانے کا خاص اہتمام رکھتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے بارہا اشعار کہنے کی فرمائش کی اور انہوں نے فی البدیہ اشعار کہے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ دربار رسالت کے شعرا تین تھے یعنی حضرت حسان بن ثابت' حضرت کعب اور حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہم ....حضور ﷺ کے عمرۃ القضاء کے موقع پر آپ رسول اللہ ﷺ کی سواری کی مہار یا رکاب تھامے آگے بڑھ رہے تھے اور کہتے جاتے تھے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ   خلوا فکل الخیر مع رسولہ

اے کفار کی اولاد ان کا راستہ چھوڑ دو   کیونکہ تمام بھلائیاں اللہ کے رسول کے ساتھ ہیں

ان مزارات کی حاضری کے دوران زائرین کے ایک عمل سے ذہنی طور پر کچھ کوفت ہوئی کہ مزار کے احاطہ بلکہ کمرہ مزار میں وفد کے اراکین اور بعض سرکاری زائرین جوتوں سمیت داخل ہوتے دیکھے گئے۔ اس میں شک نہیں کہ جوتے اگر پاک ہوں تو مسجد میں بھی ان کے سمیت جایا جاسکتا ہے اور ایک مکتب فکر کے مطابق نماز بھی ادا کی جاسکتی ہے لیکن اگر ناپاک ہوں تو پھر ....مسجد ومزارات کے تقدس کے بہرحال یہ بات خلاف ہے بلکہ راقم کے نزدیک بے حرمتی کے زمرے میں آتی ہے۔ زائرین کو ایسے مقامات پر حد ادب سے نہ گزرنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کے مزار مبارک کی حاضری کے بعد کارواں' اردن کے دوسرے بڑے شہر اربد کی جانب روانہ ہوا...............(جاری ہے)